محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بدھ اور مسیح

اس عنوان سے ایک مضمون رسالہ تجلی مین سلسلہ وار نکلا ہے اُسکا جواب بھی سلسلہ وار نکلتا ہے گذشتہ اور گذشتہ سے گذشتہ مسلمان مین نقل ہو کر جواب دیا گیا ہے آج بھی کسیقدر نقل ہوتا ہے عیسائی مضمون نگار لکھتا ہے کہ :-

حال کی تحقیقات سے یہ بخوبی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ خدا کا جو تصور نسل سلیم کو حاصل تہا وہ نسل آریا کے تصور سے بالکل الگ ہے - آریا قومون نے ہر جگہ یہ بیان ظاہر کیا ہے کہ وہ خدا کا خیال کرین اور اس کے کامون کے وسیلے اس کا نام رکہین چنانچہ انہون نے سورج اور بارش کی فیض بخش تاثیر کو تسلیم کیا - اور اندہی وطوفان کے آگے وہ لرزنے لگے - اور وہ یہہ محسوس کرتے تہے کہ یہہ قواے فطرت ہمارے قابو کی نہین - اس لئے یا تو وہ ان طاقتون کی پرستش کرنے لگ گئے یا کسی ایسی روح سے ملتجی ہوئے جو ان کے خیال مین ان طاقتون پر حکمران تہی یعنے ان کی طبیعت کا رخ اس طرف رہا ہے کہ خالق کو مخلوق مین تلاش کرین اور پرستش کرین *آسمان و زمین کا فاصلہ بالائے طاق رکہا گیا - یونانی دیوتاؤن کے قصون مین یہ بتانا مشکل ہے کہ کہان الوہیت کا ذکر ہے اور کہان انسانیت کا - دیوتا انسان بن جاتے ہین اور انسان دیوتا بن جاتے ہین - اور ہند کے آریاؤن مین جو ہمہ اوست کی تعلیم پائی جاتی ہے اُس مین بہی خدا اور انسان مین امتیاز کرنا ویسا ہی مشکل ہے جیسا کہ ظاہر کیا گیا - آریا قوم مین جو تصور خدا کا پایا جاتا ہے تجسم یا اوتار کا مسئلہ اس سے بہت مشابہ ہے لیکن ایسا مسئلہ نسل سلیم کی عقل وطبیعت کے بالکل خلاف تہا کیونکہ یہہ لوگ تو خدا کو ایک ایسا اعلے شہنشاہ مانتے تہے جو انسان کے وہم وخیال سے پرے ہے اور وہ اپنے خدا کا نام خداوند بادشاہ اور قادر رکہتے تہے پس خدا کا جو تصور محمد صاحب کے لئے مسئلہ تجسم کو قبول کرنا یا خدا اور انسان کے درمیان جوڑ ہا

لے سچا جہوٹا سچ ہے - (مسلمان)

اس کو مہر دینا نہایت مشکل تہا چنانچہ ایک عالم نے بڑی صفائی سے یہ ذکر کیا ہو کہ مسیحی دین کا یہ عین خاصہ ہے کہ خدا کی الوہیت کو تسلیم کرے - اور محمدیت کا یہہ عین خاصہ ہے کہ خدا کی الوہیت کا انکار کرے - پس محمدیون اور مسیحیون کا جہگڑا قریبی رشتہ دارون کا جہگڑا نہین بلکہ ایسا جہگڑا ہے جو بیٹون اور خادمون مین ہوتا ہے - عربی نبی نے ایک خدا کی منادی انسان سے کی - اور مشرق اب تک ایک خدا کی جو صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہے پرستش کرتی ہے - اور وہ ایسا خدا ہے جو اپنی خلقت سے اسباب موجودات سے انسان اور اپنی ساری صفتون سے الگ رہتا ہے ؂

جواب اس سارے مضمون مین رنج صرف یہی ہے کہ اسلام نے عیسائیت کی طرح خدا کو مجسم کیون نہین مانا سو اس کا جواب پہلے نمبرون مین دیا گیا ہے کہ اسلام خدا اوس کو مانتا ہے کہ جس پر حوادث نہ آئین یعنے جو حوادث کا محل نہ ہو اور جسم ہمیشہ حوادث کا محل ہے کبہی اس پر کوئی حادثہ آتا ہے کبہی کوئی اور محل حوادث ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس پر حوادث بہیجنے والا کوئی اور ہے جو اس سے اوپر کا درجہ رکہتا ہے پس اصل خدا تو وہ ہوا نہ کہ یہہ اس لئے اسلام کہتا ہے هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ یعنے اللہ وہ ذات پاک ہے کہ اُس کے سوا کوئی حقیقی معبود

لے کیا سفید نہین بلکہ سیاہ جہوٹ ہے پہر لطف یہ ہے کہ نامہ نگار خود مانتا ہے کہ عربی نبی نے ایک خدا کی منادی کی باوجود اس کے نہین معلوم کس منہ سے کہتا اور کس قلم سے لکہتا ہے کہ آیمت کا خاصہ انکار الوہیت ہے . ہان یاد آیا اُس الوہیت سے اسلام کو انکار ہے جو حضرت مسیح مین بتلائی جاتی ہے سو اگر یہی وجہ ہے اور غالبًا یہی ہے تو اس وصف سے اسلام مین عیب آنے کے بجا حسن پیدا ہوتا ہے کیونکہ اسلام کہہ سکتا ہے ؎

مجہ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین

تم مین دو وصف مین بدخو بہی ہو خود کام بہی ہو (مسلمان)

نہین وہ تمام دنیا کا حقیقی بادشاہ یعنے حکمران ہے۔ وہ سب عیبون سے پاک ہی ہر طرح کے تغیرات سے سالم ہے یعنے وہ محل حوادث نہین وہ دنیا کو امن دینے والا ہے وہ سب پر نگہبان سب پر غالب اور بڑی بڑائی والا ہے۔

ان آیات مین قرآن مجید نے خدا کا تصور ہم کو بتلایا ہے پس اس سے اچھا کسی کے پاس ہو تو لے آوے ورنہ غور سے سنے ؎

بس تنگ نہ کر ناصح نادان مجھے یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

اگے چلکر آپ لکھتے ہین۔

اسلام کی ساری تاریخ اس ایک طرفہ جزوی عقیدہ کے افسوسناک نتیجہ کی شاہد ہے شروع سے یہ مذہب کی مخالفت کا مذہب رہا ہے جب تک یہ حملہ آور رہتا ہے یہ زندہ رہتا ہے اور جب تک اس کا سیلاب پورے زور سے بہتا ہے تب تک یہ زبردست اور مفید ہے لیکن جہان اس نے قرار پکڑا تو یہ بدبو اور گندگی اچھالنے لگتا ہے[1] لا الٰہ الا اللہ کا نعرۂ جنگ بڑا جوش دلانے والا اور قوت بخشنے والا ہے اور جو کچھ مقابلہ مین آتا ہے وہ آگ کے سامنے بھوسے کی مانند ہے میدان جنگ ہمارا ہے کیونکہ ہم خدائے واحد کی لڑائیان لڑ رہے ہین۔ لیکن جب فتح حاصل ہوئی اور لوگ کچھ امن و امان مین رہنے لگے تو اس عقیدہ سے پھر ان کو کچھ مدد نہین ملتی چنانچہ مسٹر موریس صاحب (Mooresman) فرماتے ہین کہ "یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمدی دین اسی وقت تک بڑھتا رہتا ہے جب تک کہ یہ فتوحات پر تلا ہوا ہے۔ کیون؟ کیونکہ یہ ایک محض شاہنشاہ کا اعلان ہے جو یہ مشتہر کرانا چاہتا ہے کہ مین شاہنشاہ ہون اور وہ اسے بزور منوانا چاہتا ہے یہ ایک بڑی اخلاقی وجود کا اعلان نہین جو اپنی مخلوقات کو خواہشات نفسانی کی پستی سے نکال کر اعلےٰ درجہ پر سرافراز کرنا چاہتا ہی (۴) کہ مین ہون۔ بلکہ یہہ بھی کہ مین کیسا ہون اور یہ کہ کس لئے مینے انسان کو پیدا کیا ہے اور انسان کو میرے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔ جب تک کہ محمدی

(۴) [illegible]

[1] شرک اور تثلیث کی گندگی یا کسی اور چیز کی (مسلمان)۔

تعلیم مین سے یہ نقص رفع نہ کیا جائیگا وہ دن بدن زوال پکڑتا جائے گا اور ایسا پژمردہ ہو جائے گا کہ نوع انسان کو اس سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ وہ تو ایک مردہ لاش کی طرح پڑا رہیگا جس کی سڑاہٹ اور بدبو سے ہوا خراب ہو جائیگی ایک دوسرے عالم نے جو محمدی دین پر ایک اور طرح سے نظر ڈالتا ہے یون بیان کیا ہے "جب تک محمدی قوم غالب اور ظفریاب ہے تب تک وہ قوم اپنے معیار کے مطابق عظیم و ذیشان رہیگی۔ اور جب مقابلہ مین کوئی دشمن نہین رہتا تو یہ سستی اور کاہلی مین ڈوب جاتا ہے۔ اور جن فاتحون نے اسے اس درجہ تک سرافراز کیا تھا ان سے بدتر وحشی پن مین مبتلا ہو جاتا ہے"

جواب افسوس ہے کہ عیسائی دنیا باوجود دعویٰ علم کے اسلامی علوم سے ہنوز ظلمات ہی مین ہے اس سارے پیراگراف کا مطلب دو جملون مین ہے (۱) اول یہ کہ اسلام جبر سے اپنا آپ منواتا ہے (۲) دوئم اخلاقی حصے مین کمزور ہے۔ افسوس ہے کہ دونون الزامون کے ثبوت مین راقم مضمون نے کوئی حوالہ قرآن سے نہین دیا جو اسکا فرض تھا ہم حیران ہین کہ ایسے ناواقف مصنفون کو ہم کس طرح سمجھاوین جو بجائے اس کو کہ قرآن شریف سے ثبوت دین کسی اپنے جیسے انگریز کی شہادت سے دعوی کو ثابت کرنا چاہتے ہین انکو اتنی بھی خبر نہین یا دانستہ مذہبی تعصب سے بے خبر ہو جاتے ہین۔ نہین جانتے کہ اسلام پر اعتراض کرنے کے لئے اسلام کی اندرونی شہادت کی ضرورت ہے اور اوسی اندرونی شہادت سے اعتراض بحق ہوتا ہے نہ کہ کسی ایرے غیرے اجنبی کی شہادت سے۔ کیا ہم بائبل کی خرابی کے مدعی ہو کر مسٹر بریڈلا (دہریہ) کا قول یا کسی مسلمان مورخ یا مصنف کا قول نقل کرنے سے سبکدوش ہو جائین گے۔ ہرگز نہین خیر یہ تو آپکی طرز تحریر پر گفتگو تھی اب سنئے قرآنی شہادت۔ قرآن مجید نے کہین بھی یہ تعلیم نہین دی کہ ہر ایک مخالف مجھکو ضرور تسلیم کرے بلکہ صاف ارشاد ہے (۱)

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ	نبی تو کہہ دے کہ لوگو! تمہارے پاس خدا کیطرف سے بینائی کی باتین آگئین پس جو کوئی اس بینائی (ہدایت) سے

عَمِیَ فَعَلَیْھَا وَمَا اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ (پ ع ۱۹)	فائدہ اٹھائیگا وہ اُس کے لئے مفید ہے اور جو اُس ہدایت سے اندھا بنیگا اسکا وبال خود اس پر ہوگا اور مین تمہارا

محافظ نہین ہون۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ اے نبی تو ان سے کہہ دے کہ سچی تعلیم تمہارے پروردگار کی طرف سے آچکی ہے وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (پ ۱۶ ع)

پس جو چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے۔

ان اور ان جیسی کئی ایک آیات سے بصراحت ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید اپنے مخالفون کو تسلیم پر مجبور نہین کرتا بلکہ اختیار دیتا ہے۔ پھر نہین معلوم کس واقفیت اور دیانت پر ہمارے مخالف کہتے ہین کہ قرآن مجید اپنی تعلیم جبراً منواتا ہے۔

دوسرے فقرے کا جواب بھی قرآن مجید کے ہر ایک پارے اور سورت سے مل سکتا ہے غور سے سنئے کہ قرآن کیسی اخلاقی تعلیم دیتا ہے ارشاد ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اسکے

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (پ ۵ ع ۳)	ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ ماں باپ کے ساتھ قریبی۔ یتیمون۔ مسکینون۔ قریب اور دور کے ہمسایون مسافرون اور ماتحتون کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو کچھ شک نہین کہ اللہ تعالےٰ مغرورون اور خود پسندون سے محبت نہین کیا کرتا۔

اس قسم کی آیات قرآن مجید مین بکثرت ہین اگر اور کوئی بھی نہو تو اخلاقی تعلیم کے لئے یہ ایک ہی کافی ہے کس لطافت اور خوبی سے تمام انسانی تعلقات کا ذکر فرمایا ہے سب سے مقدم چونکہ خدائے تعالےٰ کا تعلق ہے اس لئے اُس کو مقدم رکھا اُس سے بعد بنی نوع مین سب سے مقدم والدین ہین اس لئے اُن کو مقدم تبلاکر دیگر متعلقین کو ان سے بعد بیان کیا۔

معلوم نہین عیسائیون کے نزدیک اعلیٰ اخلاق کس کا نام ہے۔ جو وہ قرآن مجید مین نہ ملنے پر اظہار ناراضگی کرتے ہین۔

شائد وہ اس تعلیم کو اعلےٰ اخلاق جانتے ہین کہ

ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسرا بھی پھیر دو کرتہ لینے پر پائجامہ بھی دیدو ایک کوس بیگار لیجانے پر دو کوس جاؤ (متی ۵ باب ۳۹)

سو وا نا جانتے ہین کہ اس قسم کے اخلاق صرف زبان کی تری اور قلم کی حرکت کیلئے ہوتے ہین نہ کہ عمل کے لئے۔ یورپ کی سلطنتین اس پر عمل کرتین تو آج عیسائیون کی حکومت ایک چپہ بھر زمین پر بھی نہوتی۔ کسی مخالف کے ایک ضلع لینے پر دوسرا ضلع ازخود اسکو دیا جاتا اگر کوئی کہے کہ یورپ کی سلطنتون کا کیا ہے وہ کوئی مذہبی احکام کے تھوڑے پابند ہین تو اس کے جواب مین کہا جائیگا کہ اچھا وہ نہین تو آپ ذرہ پابند ہو جایئے آگے فتدہ عمل کرکے دیکھئے۔ ڈھٹائی سے کوئی اپنا صبر و استقلال دکھلانے کو ایسا کرے تو اور بات ہو مگر اُس کا دل جو کچھ کہتا ہوگا اوس کا حال اوس کو یا عالم الغیب کو خوب معلوم ہے۔ (باقی آئندہ)

گوشت خوری کیون بری ہے

ہمارے حاشیہ دوست آریہ مسافر کے ایک نامہ نگار نے گوشت خوری کی مذمت یا ممانعت ثابت کرنے کیلئے تازہ اشاعت مین ایک مضمون لکھا ہے جسکا عنوان ہے "دودھ گھی کی نہرین" اس مین بہت کچھ ہاتھ پیر مار کر جو اصل حق کے دلائل لکھے ہین وہ مع جواب درج ذیل ہین۔ پہلی دلیل یہ ہے۔

اگر ہم قدرتی اور مصنوعی غذاؤن تمیز کرنیکے لئے اپنے حواس سے کام لین تو بھی ہمین معلوم ہوجائیگا۔ کہ گوشت ہماری قدرتی غذا نہین اول انسانی آنکھ اس کو گوشت کہانے سے منع کرتی ہے۔

اگر کوئی شخص کسی باغ یا سبزی کے کھیت مین چلاجائے۔ تو انار۔ نارنگی گیہون وغیرہ کو دیکھنے سے اس کی آنکھون مین طراوت آئیگی۔ اور اس کی آنکھہ اس کو کبھی منع نہین کرے گی۔ کہ تو ان مختلف اقسام کے پھول اور سبزی کی طرف مت دیکھہ برخلاف اس کے اگر وہی شخص کہین بوچڑخانے مین جانکلے تو جس وقت اُس کی نظر گوشت۔ چربی۔ ہڈی۔ لہو۔ میل پیشاب۔ پاخانہ وغیرہ پر پڑیگی تو فوراً اس شخص کا جی گھبرائے گا اور اُسکی آنکھہ اُسے پکار کر کہے گی کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین اگر گوشت ہماری قدرتی خوراک ہوتا۔ تو آنکھہ کو اسکے دیکھنے سے ضرور ویسا ہی لطف آتا۔ جیسا کہ پھل پھول اناج وغیرہ کے دیکھنے سے آتا ہی۔

جواب آپنے اس دلیل مین بڑی غلطی کھائی ہے کہ ایک چیز کی ابتدا کو دوسری چیز کی انتہا سے مقابلہ کیا ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کوئی احمق اپنے مصاحبون کو علم سے نفرت دلانے کے لئے یون کہے کہ آؤ مدرسہ مین ہم تم کو دکھاوین کہ علم حاصل کرنیکو آنکھہ بھی منع کرتی ہے مدرسہ مین گئے تو دیکھتے ہین کہ کوئی لڑکا کسی سزا مین مبتلا ہے کوئی کسی مین اس کے مقابلہ پر گنوار دیہاتون مین اُس کو اُس وقت لیجاوی جب کہ وہ کھیت کاٹکر ٹھنڈے سایہ مین تانکر آرام سے سورہے ہون اُن دونون کا مقابلہ دکھا کر اس نتیجہ کو پہونچے کہ علم کی نسبت جہالت اچھی ہے تو آپ اس کو کیا کہین گے۔ اے جناب انار وغیرہ کی حالت کو تو آپنے انتہائی درجہ مین لیا اور گوشت دہان ہماپرشاد کو ابتدائی صورت مین آئیے ہم آپ کو گوشت کے درشن اُس وقت کرائین جب کہ وہ بھی انار کی طرح کھانے کے قابل ہو چکا ہو۔ گرم مصالحون سے سیخون پر چمک دے رہا ہو یا دیگ مین پلاؤ کی صورت مین یا دیگچے مین قورمہ کی شکل مین خداداد حسن دلفریب سے اپنے ناظرین کی آنکھون کو تراوت بخشتا ہو۔ اور اگر آپ اس طرف کی ابتدائی حالت لیتے ہین تو اُس طرف کی بھی ابتدائی حالت مقابلہ مین رکھئے جس وقت کھیتون مین کھاد پڑتی ہے اور دیکھنے والے آنکھہ ناک بندکر کے پاس سے گذر جاتے ہین اور دل مین عہد کرتے ہین کہ آیندہ کو اس کھیت کی پاس سے بھی نہ گذرین گے۔

مہاشہ جی! آپ بھی ایسا کیا کرتے ہین؟ (شائد)

آپکی دوسری دلیل اس سے بھی عجیب تر ہے آپ لکھتے ہین۔

(۲). ناک بھی گوشت کھانے سے منع کرتی ہے۔

جب ہم کسی تازہ پھل مثلاً سیب۔ نارنگی وغیرہ کو اپنے ہاتھہ مین لیتے ہین۔ تو اُس کی عمدہ خوشبو ناک کے راستے دماغ کو جاتی ہے۔ اور ہمارا جی اُس پھل کے کھانے کو للچاتا ہے۔ مشہور ڈاکٹر ولیم ایکٹن ایم۔ آر سی۔ ایس اپنی کتاب فنکشنز۔ اینڈ ڈس آرڈرس آف دی ری پروڈکٹو آرگنز نامی مین تحریر فرماتے ہین کہ کھانے کے وقت جو منہ مین لعاب آتا ہے۔ اور کھانے کو جو دل چاہتا ہے۔ اِس کی وجہ خوراک کی عمدہ خوشبو ہی ہوتی ہے" ایسا کبھی سننے مین نہین آیا۔ کہ کسی چیز کی غلاظت یا بدبو نے آدمی کو اس کے کھانے یا سونگھنے کے لئے آمادہ کیا ہو۔ اگر کوئی شخص گوشت کا ٹکرہ ہاتھہ مین لیکر اس کو سونگھے تو اس کی بو مجبور کرے گی کہ وہ اس لوتھڑے کو پھینکدے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ بوچڑخانے کی سیر سے جی خوش ہوتا ہے۔ یا جس گھر مین گوشت پکرہا ہو وہان سے ناخوشگوار بو نہین آتی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس شئی مین بدبو ہے وہ مضر صحت ہے۔ پاخانہ پیشاب اور میل وغیرہ کا بدن سے دور کرنا اسی لئے ضروری ہے کہ ان کے اندر رہنے سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ بس یہی حال گوشت کا ہے جسے ہماری ناک آنکھہ زبان ہرگز قبول نہین کرتے۔ کیونکہ یہ ایک نفرت انگیز شے ہے۔ اور اسی لئے یہ کسی صورت مین بھی مفید صحت نہین ہو سکتی۔

جواب اس مین بھی آپنے وہی مغالطہ کھایا اور اپنے ناظرین کو مغالطہ دیا ہے اس کی جواب کے لئے بھی ہم آپکو دعوت دیتے ہین کہ آئین ہم آپکو پکا ہوا یعنی کھانے کے قابل مہاپرشاد کے باسناد خوشبو) سونگھاوین۔ ڈاکٹر ولیم نے بہت ٹھیک کہا مگر آپنے اس کا تجربہ نہین کیا۔ تجربہ کرنا ہے تو ہماری دعوت قبول کیجئے یا کہین پکی ہوئی ہنڈیہ کا ڈھکنا اٹھا کر خوشبو لیجئے اگر آپ کی رال نہ ٹپک پڑی تو ہماری غلطی۔ تعجب ہے آپ ہندو ہو کر بوچڑخانہ مین

بار بار جاتے ہین یا جانا چاہتے ہین۔ اور اتنا نہین سوچتے کہ ایسی بری جگہہ مین جانا کتنا دوش اور پاپ (گناہ) ہے ایک اور دلیل اس سے بہی لطیف تر آپنے دی ہے۔ آپ لکہتے ہین:-

گوشت کا ہماری طبعی خوراک نہ ہونا ایک اور طرح سے بہی ظاہر ہو سکتا ہے۔ اگر ہم کسی ایسے بچے کے سامنے جو ابہی بالکل معصومیت کی زندگی بسر کر رہا ہو اور بہلی اور بری شے کی اسے تمیز نہ ہو۔ کچہ پہل اور گوشت کا ٹکڑا رکہین۔ تو بچہ فوراً پہل پر ہاتہہ ڈالیگا۔ گویا قدرت اسے صاف الفاظ مین بتا رہی ہے کہ پہل ہی تیری طبعی خوراک ہے"۔

جواب ہمارے مستر کیسی بہکی بہکی باتین کر رہے ہین اس مثال مین خود ہی تو یہہ کہتے ہین کہ ایسا بچہ ہو جس کو بہلے برے کی تمیز نہین تو پہر ایسا بچہ اگر گوشت کو چہوڑ کر آم اٹہا لے یا آم کو چہوڑ کر کباب اٹہا لے تو اس کے اٹہانے کا کیا اعتبار۔ اعتبار تو کسی ایسے شخص کا ہوتا ہے جس کو کچہ تمیز بہی ہو۔

علاوہ اس کے کسی چیز کے خوراک طبعی ہونیکا ثبوت یہ تو نہین ہوتا کہ کوئی بچہ اُس کو اٹہا لے طبعی غذا کا ثبوت تو یہ ہے کہ طبیعت کے خلاف نہو معدہ اُس کو قبول کرکے ہضم بہی کرلے جس غذا کو نوع انسانی کا کوئی فرد ہضم نہ کر سکے وہ انسان کے لئے طبعی غذا نہین ہوگی پس اس تعریف کے مطابق جو بالکل ٹہیک ہے ہم اپنی شہادت نہین بتلاتے بلکہ آپ ہی کو گوشت کہلا کر دیکہتے ہین کہ ہضم ہوتا ہے یا نہین۔

علاوہ اس کے ہم آپ کی مذکورہ مثال کے مطابق ہی جانچ کرنے کو طیار ہین۔ مگر اسی طریق سے کہ انارون کی ایک ٹوکری کے ساتہہ مصالحہ دار کباب چینی کی رکابی مین رکہکر پانچ سات بچون کا متعدد دفعہ امتحان کرینگے۔ ہماری کرنے کی انتظاری آپ نہ کرین ہم تو کہہ ہی چکے ہین آپ خود ہی اس کا امتحان کرلین اور اس کے نتیجہ سے بذریعہ آریہ مسافر اطلاع دین۔

یسوع مسیح کون تھا

(از نامہ نگار)

بقول تمام اہل اسلام بشہادت قرآن حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے برگزیدہ نبی اور آدمی تہے۔ اور بقول بعض فرقہ عیسائی وہ خدا تہے اور بقول بعض وہ خدا کی مانند تہے۔ اور بقول بعض باپ اور بیٹا اور روح القدس تینون خدا ہین۔ اور بقول بعض تینون ملکر ایک خدا۔ اور بقول بعض مسیح کے جسم مین خدا تہا۔ اور بقول بعض موافق قول اہل اسلام یعنے حضرت یسوع مسیح خداوند تعالے کے نبی تہے اور آدمی تہے۔

مسلمان

کی اپیل مسلمانون کیخدمت مین مسلمان کی ضرورت دیکہکر اسکو جاری تو کیا مگر محض توکل پر اس لئے مسلمان اپنے ناظرین سے اپیل کرتا ہے کہ میری اشاعت اور ترقی کی کوئی صورت تبلائیے۔ میری سنین تو مین ایک تجویز پیش کرتا ہون کہ آپ صاحبون مین سے ہر ایک صاحب کم از کم ایک اور زیادہ سے زیادہ جتنے ہو سکین مستقل خریدار پیدا کیجئے۔ قرب و جوار مین زبانی اشاعت کیجئے دور دراز کیلئے میرے دفتر سے اشتہار منگا کر تقسیم کرائیے اپنے احباب سے کہئیے شوق دلائیے (خاکسار مسلمان)

حضرت مسیح کی نسبت آیات قرآن

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْہًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۝ وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ ترجمہ

جس وقت کہا فرشتون نے اے مریم تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجہکو ساتہہ ایک بات کے اپنی طرف سے نام اُسکا مسیح عیسا بیٹا مریم کا آبرو والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نزدیک کئے گیؤن سے اور باتین کریگا لوگون سے بیچ جہولی کے اور ادہیڑ عمر مین اور صالحون سے

لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ

الجنۃ وما وٰہ النار ۚ وما للظّٰلمین من انصار ۝ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ
ثالث ثلٰثۃ ۘ وما من الٰہ الا الٰہ واحد ۚ وان لم ینتھوا عما یقولون لیمسن
الذین کفروا منھم عذاب الیم ۝ افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ ۚ واللہ
غفور رحیم ۝ ما المسیح ابن مریم الا رسول ۚ قد خلت من قبلہ الرسل ۚ و
امہ صدیقۃ ۚ کانا یاکلان الطعام ۚ انظر کیف نبین لھم الایٰت ثم انظر انّٰی
یؤفکون ۝

ترجمہ - تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ کہ کہا اللہ وہی ہے مسیح بیٹا مریم کا - اور کہا مسیح نے ای بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا مقرر جس نے شریک کیا اللہ کا سو حرام کیا اللہ نے اسپر جنت اسکا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کوئی نہین ظالمون کی مدد کرنے والا - بیشک کافر ہوئے جنہون نے کہا تحقیق اللہ ہے تین مین کا ایک - اور بندگی نہین کسی کی مگر ایک معبود کو اگر نہ چھوڑینگے جو بات کہتے ہین البتہ جو ان مین منکر ہین - پاوینگے دکھہ کی مار - کیون نہین توبہ کرتے اللہ پاس اور گناہ بخشاتے اور اللہ ہی بخشنے والا مہربان اور کچھہ نہین مسیح مریم کا بیٹا مگر رسول ہے گذر چکے اس سے پہلے کئی رسول اور اوس کی مان راست باز تہی دونون کہاتے تہے کہانا دیکھہ ہم کیسے بیان کرتے ہین نشانیان پہر دیکھہ کہان الٹے جاتے ہین -

ان آیات بالا سے چند امور ظاہر ہین - (۱) جو مسیح بن مریم کو اللہ کہتے ہین وہ کافر ہین (۲) مسیح بن مریم نے بنی اسرائیل کو کہا تہا کہ ہم سب کا ایک ہی رب ہے (۳) اور یہہ بہی کہا تہا کہ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کریگا وہ بہشت مین نہین جائیگا اس کی جگہ دوزخ مین ہوگی - (۴) بیشک وہ لوگ بہی کافر ہین جو کہتے ہین اللہ ہے تین مین کا ایک (۵) اللہ ہی ایک بندگی کے لائق ہے (۶) جو لوگ خدا کے ساتھ شریک کرتے ہین اگر توبہ نکرینگے دکھہ کی مار کہاوینگے - (۷) مسیح اور کچھہ نہین تہا صرف اللہ کا رسول تہا اوس سے پہلے بہی کئی رسول گذر چکے تہے (۸) اوس کی والدہ راست باز تہی - (۹) وہ دونون مان بیٹا کہانا کہاتے تہے یعنے دیگر مخلوق کیطرح کہانا کہانے کے محتاج تہے -

عیسائیون کی غلط فہمی یسوع مسیح کی نسبت

اب مین اناجیل مروجہ سے عیسایون کی غلط فہمی کو پہلے نقل کرونگا اور پہر اناجیل مروجہ سے ہی اونکی غلط فہمی کی اصلاح بہی کرونگا -

دیکھو انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۰ و ۱۱ - تو کیونکر کہتا ہے کہ باپ کو ہمین دکھلا کیا تو یقین نہین کرتا کہ مین باپ مین ہون اور باپ مجھہ مین ہے یہ بات جو مین تمہین کہتا ہون مین آپسے نہین کہتا - لیکن باپ جو مجھہ مین رہتا ہے وہ یہہ کام کرتا ہے - میری بات کو یقین کرو مین باپ مین ہون اور باپ مجھہ مین ہے -

اور دیکھو خط اول یوحنا باب ۵ آیت ۵ و ۶ - کون ہو جو دنیا پر غالب ہے مگر وہی جو ایمان لاتا ہو کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے - یہہ وہی ہے جو پانی اور لہو سے آیا یعنے یسوع مسیح جو نہ فقط پانی مین بلکہ پانی اور لہو مین ہوکے آیا - اور روح وہ ہے جو گواہی دیتی ہے - کیونکہ روح برحق ہے کہ تین ہین جو آسمان پر گواہی دیتے ہین باپ اور کلام اور روح اور یہہ تینون ایک ہین -

عیسایون کی غلط فہمی کی اصلاح

دیکھو وہی خط اول یوحنا باب ۲ آیت ۵ - پر وہ جو اُس کی کلام پر عمل کرے یقیناً اس مین خدا کی محبت کامل ہو ہم اس ہی سے جانتے ہین کہ ہم اس مین ہین -

پہر اور دیکھو وہی خط اول یوحنا باب ۳ آیت ۲۴ - اور جو اُس کے حکمون پر عمل کرتا ہے یہ اُس مین اور وہ اس مین رہتا ہے اور اُس سی یعنے روح سے جو اُسنے ہمین دیتی ہے ہم جانتے ہین کہ وہ ہم مین ہے - پہر اور دیکھو وہی خط اول یوحنا باب ۴ آیت ۱۲ و ۱۳ کسی نے خدا کو کبہی نہین دیکھا اگر ہم ایک دوسرے سے محبت رکہین تو خدا ہم مین رہتا ہے اور اُس کی محبت ہم مین کامل ہوئی ہم اسی سے جانتے ہین کہ ہم اُس مین رہتے ہین اور وہ ہم مین کہ اُس نے اپنی روح مین سے ہمین دیا -

اب مین اناجیل مروجہ مین سے یہ ثابت کرونگا کہ حضرت یسوع مسیح نہ تو خدا تہے اور نہ خدا کے حقیقی بیٹے اور نہ اون کے جسم مین خدا تہا بلکہ وہ تو اللہ کے رسول اور عاجز انسان تہے -